مرثیۂ دیگر

مین ایک نصاریٰ سے یون از رہ نادانی
پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

عیسیٰ کے نواسے کو ہم عید کی قربانی
کرتے تو ہمین پھبتا دعوائے مسلمانی

فرزند اگر ہوتا اپنے بھی پیمبر کے
سر کے تئین ہم اس کے رکھتے تلے خنجر کے

کہتے کہ مسلمان ہین تب ہم بھی یہ منہ بھر کے
اور اب تو ہین وہ کافر جن کا کہ نہین ثانی

جو وقت کہی مجھسے یہ بات نصاریٰ نے
ہر مو سے لگا میرے سنتے ہی عرق آنے

سوچا مین جواب ایسا کیا دن کہ جسے مانے
یہ بوجھکے کیون ناحق کھینچی مین پشیمانی

جن بعد تامل کے یہ اس کے سخن کا رد
لایا کہ عمل ایسا جن سے کہ ہوا سرزد

نزدیک ہمارے تو کافر سے بھی ہین وہ بد
کب راہ مسلمانی ان شقیونکی ہم مانی

سنکر یہ نصاریٰ بولا متبسم ہو
یون دین مین تمھارے ہین تم جیسے کہ قائم ہو

مومن ہی یزید اسکی لعنت کے مزاحم ہو
ہر چند کہ وہ عاصی اس امر کا ہے بانی

از روے کتب ہم یہ سنتے ہین تمھارے یان
گھوڑے سے گرا جسدم فرزند شہ مردان

کی سعد کے بیٹے نے فریاد کی ہان یاران
ہو دیگی یزید آگے تم سبکی ثناخوانی

سر جلدی سے کاٹ اسکا نیزہ پہ اٹھا لو تم
فرصت نہ تڑپنے کی ذرہ بھر اسے دو تم

مت وقت نماز اپنا اس مجلس مین کھو تم
آخر تمھین شکل اپنی ایزد کو ہے دکھلانی

سنکر یہ ندا آئے صف باندھ وہ بد آئین
شمر آگے ہوا جب کہ لے ہاتھ مین تیغ کین

القصہ زمین اوپر کر قتل امام دین
سب شکر کے سجدے مین گھسنے لگے پیشانی

کہنے لگے پھر باہم غارت بھی چلو کر لین
تھا سب کچھ اسی خاطر سیم لین اور زر لین

نیزونپہ اور اونٹونپہ آگے انھونکو دھر لین
سر کاٹ کے مردون کا کر فرزندونکو زندانی

یہ مشورہ کر ملعون پھر آئے جو خیمے پر تو
تیغون سے سراپردونکو پھاڑا دھسے اندر

اسوقت ہوا برپا ہنگامۂ صد محشر
جسمانی سے لے کر تا عالم روحانی

چادر سے حرم مین جو چہرہ کو چھپاوے تھا
ہر ایک لعین اس سے چادر وہ چھناوے تھا

شمشیر برہنہ کر اور اس کو ڈراوے تھا
کی اپنے پیمبر کے گھر پہ یہ ستم رانی

ہاتھ ایک لعین رور دسر اپنے پہ مارے تھا
اور پاؤن سے زینب کے خلخال اتارے تھا

گو کہ یہ عمل کرنا قسمت مین ہمارے تھا
نزدیک خدا جس سے کھینچین گے پشیمانی

زینب نے کہا اس سے گر تو یہ سمجھتا ہے
بولا نہین رہنی تم پاس تو اب یہ شے
خلخال چھنانے کے تو کس لیے در پئے ہے
بہتر ہے کہ کرین ہی یون تمسے تو ہے یہ جانی

اسطرح کیا غارت گھر اپنے پیمبر کا
چھوڑا نہ لعینون نے کپڑا بھی بدن پر کا
زیور کی جگہ ہرگز چھلا نہ رہا زر کا
لٹنے سے بچا وہ کچھ کہیے جسے عریانی

کنبا کے حرم سارے اور آگ دی خیمے کو
مقتل کی طرف لاکر کہنے لگے اب مل لو
ایک ایک شتر اوپر بٹھلا کے انھین دو دو
نعشین تمھین انیون کی جاتی ہین جو پہچانی

زینب نے کہا رو رو ان شقیون سے یہ سنکر
دکھلاؤ ہمین تن سے ہر ایک ملا کر سر
تم سر تو ہمارو نکو رکھے ہی نہین تن پر
صورت ہمین انیونکی جائیگی تبھی جانی

سنکر یہ لگے کہنے وہ حضرت زینب سے
سر کردون کی بے مرضی تیرا جو کہا تیجیے
کچھ پاس بچا ہو تو اجرت مین وہ ہمکو دے
کیون کھینچتی بے حاصل ناحق کی پشیمانی

تب کہنے لگی زینب اے قوم ستم پیشہ
ہم نے حق لیکر تیغ و تبر و تیشہ
سر کردونکی مرضی کا آیا تمھین اندیشہ
وان جان نبی مارا جس جا کہ تھا پانی

فرزند کیے ٹکڑے فرزند پیمبر کے
مہر آئی نہ ذرہ بھر سن پر تمھین اصغر کے
لوہو مین کیے غلطان اعضا علی اکبر کے
اُسکا بھی بچھوڑا جی ہو کر عدوئے جانی

لٹ سہرے کی قاسم کے نیزے سے لٹکتی ہے
اور نوچنے کی خاطر بال اپنے جھٹکتی ہے
سر او نٹ کے کوہان سے دلھن بھی پٹکتی ہے
آلودہ ہے لوہو سے اُس بیوہ کی پیشانی

عابد جو بچا را ہی اُس بیوہ کا وہ بھائی
اُتری نہین تپ اُسکی جس دن سے ہے آئی
طوق اُسکے گلے تمنے من ایک کی پہنائی
اس حال پہ اونٹون کی سونپی اُسے سربانی

عباس جو دریا سے بھر مشک نکل آیا
یہ تیر دنکا تب تم نے اس مشک پر برسایا
دانتون سے اُسے پکڑا جب ہاتھونکو کٹوایا
چھلنی کی طرح اُسمین آخر نہ رہا پانی

کیون طنز و تعرض سے باتین یہ بناتے ہو
آپسمین عزیزونکو اس طرح ملاتے ہو
جلتو نکے تئین ناحق کاہے کو جلاتے ہو
یان لاکے گر حالت یہ بھی ہمین دکھلانی

یہ عین کرم ہے گر اسطرح سے ملواؤ
نیزونپہ ہمارے بھی سر شام کو لے جاؤ
گر قتل ہمین بھی یان ساتھ انکے ہی کرواؤ
خوش ہونگے ہم تم سے یہ بات جو تم مانی